مضمون مین ضبط کی قید لگانی زاید از ضرورت ہے یعنے بوجہ ضبط نہ نکلا تہا
کہنے کی کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ ممکن ہے کہ[۱] قطرۂ اشک بوجہ ضعف
وناتوانی یا بوجہ عدم موجودگی یا بوجہ عدم[۳] ضرورت[۲] یا[۴] شورِ اول کے رفع
ہوجانے کیوجہ سے نہ نکلا ہو۔ بہرحال قیودِ مذکورہ کی پابندی کوئی ضروری
چیز نہین ہے کیونکہ شعر کا مضمون صرف اسیقدر ہے کہ پہلے ہم روتے
روتے تہم گئے تھے اب پھر رونا شروع کردیا۔

دہمکی مین مر گیا جو باب نبرد تھا	عشق نبرد پیشہ طلبگار مرد تھا

دہمکی = ڈرانے والی بات اور تہدید وتخویف کو کہتے ہین۔ یہہ لفظ مؤنث ہے
جو = یعنے جو شخص اور جو آدمی۔ نبرد = بروزنِ نکرد رزم وکارزار اور
لڑائی وجنگ کو کہتے ہین۔ اصل مین یہہ لفظ نورد تھا اور اسکا مصدر نوردیدن
ہے فارسی مین بے اور واو آپسمین تبدیل پاتے ہین اسی لئے نورد کو نبرد
کہتے ہین نبرد پیشہ = وہ آدمی جسکا پیشہ جنگ اور لڑائی ہو۔ دہمکی دینے کی
یہہ وجہ ہے کہ جو شخص عشق کے سامنے آیا ہے وہ عشق کے لایق اور قابل
نہین ہے بلکہ بزدل اور زن صفت ہے لہذا عشق اُسکو اپنے ناقابل جانکر
دہمکی دیتا ہے اور چونکہ وہ آنے والا درحقیقت نالایق عشق ہے لہذا صرف
عشق کی دہمکی ہی مین اُسکا کام تمام ہوجاتا ہے اور وہ مرجاتا ہے۔ یہان سے
یہہ بات ثابت ہوئی کہ عشق وعاشقی مرد کا کام ہے اور رجال پہلوان صفت
ہی اس فن کے لائق ہین۔ اس شعر کے دوسرے مصرع مین تہا کی جگہہ

بود لکھدیجئے تو سالم مصرع فارسی بنجاتا ہے مصرع عشق نبرد پیشہ طلبگار مرد لبود
عشق موصوف اور نبرد پیشہ اُسکی صفت ہے ۔

تھا زندگی مین مرگ کا کھٹکا لگا ہوا	اُڑنے سے پیشتر بھی مرا رنگ زرد تھا

یعنے چونکہ مجکو حیات مین موت کا اندیشہ لگا ہوا تھا لہذا مجکو زندگی کا لطف
حاصل نہوا اور میری زندگی خوف وہراس مین کٹی جو آنے والی موت کی
وجہ سے مجھہ پر غالب ہوگیا تہا اور اسی ہراس وترس کے سبب سے میرا رنگ
رخ یا رنگ جسمانی زرد رہتا تھا یعنے حیات مین جب موت مجکو یاد آتی تہی
تو موت کے خوف سے میرا خون خشک ہوجاتا تہا اور میرا رنگ زرد پڑجاتا
تہا ۔ قائل نے اس شعر مین اپنے کو انتہا درجہ کا خوف زدہ مرگ قرار دیا ہے ۔
زندگی یعنے حیات کہٹکا = یعنے اندیشہ اور یہہ مجازی معنے ہین حقیقت
مین کہٹکا بانس کے یا لکڑی کے ٹکڑے کو کہتے ہین ۔

تالیفِ نسخہ ہائے وفا کر رہا تہا مین	مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا

قائل نے اپنے کو عہد طفلی سے وفادار قرار دیا ہے اور کہتا ہے کہ ابھی میرا مجموعہ
خیال فرد فرد تھا یعنے میرا مجموعہ خیال کم عمری کے زمانہ مین مجتمع نہوا تھا
بسبب کم عمری اور خورد سالی کے مگر باوجود اس کے مین کتب وفاداری
کی تالیف کررہا تہا یعنے وفادار تہا ۔ نسخہ ہا یعنے کتابین فرد فرد تھا
یعنے پریشان تھا ۔ مکرر ۔ قائل نے اُس زمانہ سے کہ مجموعہ خیال یعنے

مجموعۂ شعور و تمیز مجتمع نہوا تہا اپنے کو نسخہ ہالے وفا کا مولف قرار دیا ہے۔ یعنے مین کم سنی سے عاشق و وفادار ہون اور بچپن سے وفا شعار ہون ۔

دل تا جگر کہ ساحل دریای خون ہے اب	اس رہگذر مین جلوۂ گل آگے گرد تہا

کہتا ہے کہ ہم پیشتر ایسے نازک دماغ اور نازک مزاج تہے کہ بسبب نازک مزاجی کے جلوہ گل بہی جو ایک نفیس شی ہے ہمارے دل و جگر پر گرد و خاک کیطرح ناگوار اور ناپسند تہا مگر اب زمانۂ ناہنجار اور چرخ کج رفتار کیوجہ سے یا عشق و عاشقی کے سبب سے ہمارا یہہ حال ہے کہ ہمارے دل سے لیکر جگر تک ایک دریای خون کا ساحل ہے یعنے دل اور جگر دریای خون کے دو کنارے ہین اور ان دو ساحلون کے بیچ مین دریای خون ہے حاصل یہہ کہ عشق و عاشقی یا زمانۂ ناموافق کیوجہ سے ہم خون پیتے ہین اور غم و غصہ کہاتے ہین اور اب ہماری نازک مزاجی باقی نہین رہی کیونکہ غم و غصہ مین مبتلا ہین اور عشق و عاشقی کے مصائب نے ہمکو گہیر لیا ہے ۔ جلوہ گل مبتدا اور گرد اُسکی خبر ہے ۔ دل تا جگر یعنے از دل تا جگر ۔ ایسے موافق پر از کا حذف کر دینا فارسی مین جایز ہے ۔ اس رہگذر مین یعنے از دل تا جگر ۔ اس شعر مین گل کے لفظ سے نازک مزاجی کا مضمون پیدا ہوتا ہے ۔ دل اور جگر اور خون اور گل صنعت مراعات النظیر ہے اور تناسب یعنے وجہ مناسبت دل و جگر مین ذات سے ہے کہ یہہ دونون اعضا ہین اور خون و گل مین صفت یعنے رنگ سے ہے کہ یہہ دونون سرخ رنگ اور لال ہوتے ہین

جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی	دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا

کوئی = تنکیر کے واسطے آتا ہے - فارسی میں ان معنوں کے لئے کبھی لفظ ہیچ اور اکثر یائے تحتانی مستعمل ہوتی ہے - اس موقع پر ہیچ کا لفظ بولا جائیگا اسطرح **نثر** ہیچ کشمکش اندوہ عشق نمی رود - **کشمکش** یعنے کھینچا تانی اور فرمایش متواتر - **اندوہ** = بروزن بر کوہ غم والم اور گرفتگی دل کو کہتے ہیں اسکا مخفف اندہ بغیر واو کے آیا ہے جیسا کہ مرزا ہدایت مرحوم کہتے ہیں **مصرع** اندہ بسخن کشید نظمم - **وہی** یعنے ہمان پہلے مصرع کے یہہ معنے ہیں کہ اندوہِ عشق کی کوئی کشمکش نہیں جاتی ہے اور اس مصرع میں استفہام انکاری ہے - شعر صاف ہے -

احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کر سکے	زندان میں بھی خیال بیابان نورد تھا

چارہ سازی = یعنے تدبیر و علاج - **وحشت** یعنے گھبراہٹ **زندان** = قید خانہ و محبس - **خیال** = بالکسر وہم و گمان - **بیابان نورد** = اسم فاعل ترکیبی ہے اس کے معنے ہیں جنگل کو طے کرنے والا - نورد امر کا صیغہ ہے نوردیدن سے - کہتا ہے کہ جوش جنون میں میں نے چاہا تھا کہ جنگل کیطرف نکل جاؤں مگر میرے احباب نے میری خیر خواہی کے لحاظ سے مجکو قید خانہ میں مقید کیا تاکہ میں جنگل کی جانب جانیکو ن اور ہلاکت سے میری نجات ہو اور میں صحیح المزاج ہو جاؤں مگر کیا فائدہ

اُن کی یہہ تدبیر مفید اور مُنتج ہونسکی کیونکہ مین جب زندان مین داخل ہوا تو عین زندان مین جنگل اور صحرا کیطرف میرا خیال دوڑ گیا اور بیابان مین میرا خیال میرے عوض مین پھرنے لگا اگرچہ مین نے خود بیابان مین گشت نہین لگائی مگر میرا خیال برابر بیابان مین گشت لگاتا رہا ظاہر ہے کہ خیال کی رسائی ایکدم مین عرش تک ممکن ہے پھر خیال کو بیابان مین پہونچنے کے لئے کیا دیر تھی اگر کوئی شخص اپنے عالم خیال مین یعنے حالت وہم مین یہہ سمجھے کہ مین عرش پر بیٹھا ہوا ہون تو یہہ بات خیال کی راہ سے کچھہ بعید نہین ہے کیونکہ خیال وہم کو کہتے ہین اور قوت وہمیہ وجود اشیا اور حقایق احوال کی محتاج نہین ہے - کوئی شے موجود ہو یا نہو جب خیال اور وہم مین کوئی شخص اُسکا تصور کرے تو اُسکو خیال مین اُسیطرح محسوس ہوتی ہے اگرچہ درحقیقت اُسکا وجود نہین ہے اور اسیواسطے غیر موجودہ اور معدوم اشیا کو خیالی باتین اور خیالی پلاؤ کہا کرتے ہین - اس شعر کے دوسرے معنے یہہ ہین کہ خیال نے زندان کو عین بیابان تصور کر لیا اور زندان مین گشت لگاتا رہا کیونکہ اُسکو جنگل سمجھہ لیا ہے اور ہمین وہی وحشت حاصل رہی جو صحرا مین ہوتی ہے لہذا احباب سے چارہ سازیٔ وحشت نہو سکی -

یہہ لاش بیکفن اسدؔ خستہ جانکی ہے	حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

یہہ = اسم اشارہ قریب - لاش = لاشہ و مُردہ جسم - بےکفن =

جسکو کفن نہوے نفی کیواسطے آتا ہے - **خستہ جان** = وہ شخص
جسکی جان خستہ اور زخمی ہو - اسکے مجازی معنے تھکا ہوا اور ماندہ کے
ہین - خستہ کے معنے مجروح و افگار و زخمی کے ہین اور یہہ لفظ بالفتح
ہے اور خستہ جگر[1] و خستہ دل[2] و خستہ حال[3] و خستہ روان[4] اسکے مرکبات
ہین اور خستہ جان اسم صفت مرکب ہے - **مغفرت** = بخشنا - معافی
بخشش - فارسی مین مغفرت کو بخشیدن کہتے ہین - **عجب** = حیرت و تعجب
اور شگفت کے معنون مین آتا ہے - چنانچہ خواجہ حافظ شیرازی رح
فرماتے ہین ؎ ز انقلاب زمانہ عجب مدار کہ چرخ ٭ ازین فسانہ ہزاران
ہزار دارد یاد ٭ عجب مدار یعنے حیرت نکر اور تعجب نکر - مگر یہہ لفظ کبھی
عجیب و غریب و نادر کے معنے بھی دیتا ہے اور بمعنی اسم فاعل آتا ہے
چنانچہ اس شعر مین اسم فاعل کے معنے ہی دیتا ہے - عجب آزاد یعنے
عجیب آزاد - یعنے حق تعالی غالب کو مغفرت کرے اور بخشدے بسبب
اُسکی آزادی اور مسکینی کے کیونکہ اکثر آزاد لوگ غربا و مسکین
ہوتے ہین - یہان یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حق تعالی کاہیکو مغفرت
کرے - کونسی ایسی نیکی اور بھلائی کی ہے جس سے مغفرت چاہتا ہے
اسکا جواب یہہ ہے کہ بسبب آزادی کے مغفرت کرے کیونکہ آزادی
جو تھی تو وہ فقر و فاقہ وغیرہی کیوجہ سے تھی اور غریبی کے سبب سے کفن تک
نصیب نہین ہے اور جو مسلمان غریب و نیک مزاج ہوگا وہ مستوجب
مغفرت کا ہوگا جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے - **الفقر فخری** اور

بَدَءَ الاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَءَ فَطُوْبیٰ لِلْغُرَبَا - اور آزاد لوگ اکثر حق گو اور حق پسند ہوا کرتے ہین لہذا حق گوئی اور حق پسندی جو بسبب آزادی کے قائل کو حاصل تھی وہ بھی مغفرت کا باعث ہوسکتی ہے اور درحقیقت آزادی اسلام کا نام ہے - قائل نے اپنے کو شخص مردہ قرار دیا ہے اور یہہ کلام یعنے یہہ لاش بے کفن الخ اور حق مغفرت کرے الخ فرضی غیر شخص کا کلام ہے -

شمار سبحہ مرغوب بت مشکل پسند آیا	تماشاے بیک کف بردن صد دل پسند آیا

شمار = یعنے حساب اور گنتی - یہہ شمردن سے امر کا صیغہ ہے اور یہان بمعنی حاصل مصدر آیا ہے سُبحہ = یہہ عربی زبان کا لفظ ہے - یہہ لفظ بالضم ہے یعنے ضمہ کے ساتھہ آیا ہے بعض لوگ اسکو فتحہ کے ساتھہ بولتے ہین مگر فتحہ کے ساتھہ بولنا غلط ہے - تسبیح کو کہتے ہین - اور سُبحہ دار اور سُبحہ شمار اور سُبحہ گردان اور سُبحہ وراس کے مرکبات ہین بت = حقیقت مین اُس شکل کو کہتے ہین جسے ہندو لوگ پتھر وغیرہ سے تراش کر پوجتے ہین چنانچہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین مثنوی

بُتے دیدم از عاج در سومنات + مُرصع چو در جاہلیت منات + چنان صورتش بستہ تمثال گر + کہ صورت نہ بندد ازان خوب تر + عربی مین صنم کہتے ہین اور صنم کی جمع اَصنام آتی ہے - اور بت اشرفی اور بت زر اور بت تراش اور بت خانہ اور بت ستان اور بت شکن